کے لیئے روزہ رکھتا ہے۔ اور شیطان کسی کے لیئے نہیں بلکہ احتجاجی روزہ رکھتا ہے۔

عید کے روز مومن کو "الصوم لی وانا اجزی بہ" کی تفسیر اللہ جزا سے نوازتے ہیں۔ بلکہ "اُجزیٰ بہ" خود جزا ہو جاتے ہیں۔ یعنی اللہ بندے کے ہو جاتے ہیں۔ کہ آج میرا بندہ جو بھی مانگے گا میں دوں گا۔ اس لیئے ان قبولیت کے لمحات میں تمام اہلِ اسلام کی بہتری اور دینِ ہدیٰ کی سربلندی کے لیئے خصوصی دعا فرمائیں اللہ ہم سب کا بھلا کریں۔ آمین

عید کی مسرتوں میں غریبوں کو شامل کرنا، یتیموں کو خوشیوں میں حصہ دار بنانا اسلام میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہی صدقہ فطر کا فلسفہ ہے۔ تبھی تو ہر مسلمان پر خواہ وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتا ہو فطرانہ لازم ہے۔

عید کے مبارک موقع پہ ایک غلط حرکت اکثر دیکھنے میں آتی ہے۔ کہ موقع پرست قسم کے لوگ غریب عوام کو "عیدی" کے نام پر لوٹتے ہیں جس کے متحمل مالدار تو ہوں گے۔ مگر غریب کسی طرح بھی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ شاید مالدار طبقہ بھی نہ ہو۔ جہاں کوئی معاملہ ہو "عیدی" ٹھیک پڑتی ہے۔ رکشہ لیں، ٹانگہ پر سوار ہوں، کسی دکان میں جائیں، کہیں بیٹھیں، یا کھڑے ہوں "عیدی" سر پر سوار رہتی ہے۔ اور تو اور سرکاری اداروں میں بھی حتیٰ کہ پولیس جیسے منتظم محکمے بھی "عیدی" کے نام پر لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے۔ ایسا سب کچھ ناخوشی سے ہو رہا ہے۔ جو کہ قانوناً، اخلاقاً، شرعاً ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والے نہ صرف اللہ اور اس کے بندوں کے مجرم بنتے ہیں۔ بلکہ نہ معلوم کتنی بد دعاؤں کا عنوان بھی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سماجی کارکنان کو اس کے سدِ باب کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

دوسری بات جو اس شمارہ میں اہمیت کی حامل ہے۔ وہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد وسطِ شوال سے دینی مدارس کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔ اس کے لیئے بڑی شد و مد اور نئے نئے منصوبوں کے ساتھ داخلہ ہوتا ہے۔ تعلیمی معیار کی بلندی کے لیئے پلاننگ کی جاتی ہے۔ اور گذشتہ سالوں کی رپوٹ کو مدِ نظر رکھ کر یا کسی اور وجہ سے اکثر معاملات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ تاکہ آئندہ سال خوب سے خوب تر ہو۔ الحمد اللہ یہ مدارس دین الٰہی کے فروغ کا بنیادی سبب ہیں۔ انہی کے دم قدم سے خالص اسلام اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو استحکام حاصل ہے۔

ہم اس تعلیمی سال کے آغاز پر مدارس کے مہتمم اور ناظم صاحبان کی خدمت میں چند باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ دین کے فروغ اور دیندار طبقے کے وقار کے لیئے ان پر غور فرمائیں گے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ دینی مدارس کے طلبہ میں اچھے برتاؤ اور خوش خلقی سے میل ملاپ کا فقدان ہے۔ مہمانوں، محلہ داروں اور اپنے ساتھیوں سے برتاؤ بھی قابلِ رشک نہیں ہوتا۔ ایسے ہی مساجد و مدارس، کتب و رسائل اور علماء سے ان کا رویہ قابلِ تحسین نہیں ہوتا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مدارس میں تعلیم کا بخوبی بندوبست تو ہے۔ مگر تربیت کا فقدان ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا اساتذہ کی عدم توجہ، عام مطالعے کی کمی اور ناظم و مہتمم صاحبان و علماء کرام کی مجلسی بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اس المیہ کا سب سے زیادہ پروپیگنڈہ جدید علوم سے تعلق رکھنے والا طبقہ، عوام کو علماء سے بدظن کرنے کے لیئے کرتا ہے۔ ان کے اس پروپیگنڈے میں ہم خود ہی سامان مہیا کریں ئے تو حفاظت اور مدافعت کون کرے گا۔ اس لیئے ان امور کی طرف ضرور توجہ دی جائے تاکہ ہمارے مدارس سے تعلیم حاصل کرنے والے معاشرے کے مثالی افراد بنیں اور متصور ہوں۔

اس ضمن میں دوسری اہم بات یہ ہے۔ کہ دینی مدارس میں تقریر و تحریر کی صلاحیتیں اجاگر کرنے کی طرف کم ہی توجہ دی جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر طلباء نقالی شروع کر دیتے ہیں اور مکھی پر مکھی مارتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے ہی نصابی کتب کے علاوہ مطالعہ کم ہی نظر میں آتا ہے۔ چنانچہ مستند علماء کرام اپنے خطبات کے لیئے روایتی خطباء کی لکھی ہوئی چند کتابوں کے مرہونِ منت ہو کر رہ جاتے ہیں جس کے باعث جدید طبقہ اور خصوصاً تعلیم یافتہ افراد ان سے الرجک ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ آج کا فرد قصہ کہانیوں کی بجائے موجودہ اور نئے نئے مسائل کا حل اور کتاب و سنت کی تفہیم چاہتا ہے۔

اسی طرح ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اس ملک میں کتاب و سنت کا قانون نافذ ہو مگر ملک کو درپیش مسائل کے حل پر ہماری طرف سے کم ہی کتابیں ملتی ہیں۔ جبکہ دیگر مکاتیبِ فکر و مسالک کی طرف سے بھرمار ہے۔ حالانکہ وہ کتب فقہی و قیاسی نکات و ابحاث ہی پر مشتمل ہیں۔ قرآن و حدیث سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ پھر بھی انہیں قبول کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی ہمارے مدارس کی عدم توجہ کی وجہ سے ہے۔

اس لیئے ہم مدارس کے مہتمم صاحبان سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنی منصوبہ بندی میں ان باتوں پر بھی غور فرمائیں نہ صرف غور فرمائیں بلکہ ذکر کردہ خامیوں کو دور کرنے کی کوشش فرما کر دینِ اسلام اور مسلکِ حق کی ترویج و تعریج کے لیئے سامان مہیا کریں۔

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

تیسری اور اہم بات اِک خوشخبری کی صورت میں ہے۔ جو اس دورِ گمراہی و ظلمت اور عہد قحط الرجال میں ہماری جماعت کے لیئے اک شرف و فضل ہے۔ اور جس پر ہم جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ ہماری مراد مرکز اہلحدیث ۵۳ لارنس روڈ میں قائد اہلحدیث حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے درسِ قرآنِ پاک سے ہے۔ حضرت علامہ صاحب جدید ذہن اور تعلیم کے حامل افراد کے لیئے قرآن و حدیث کے علوم پر اِک دسترس رکھنے کی وجہ سے پُرکشش ہیں۔ اور جماعت اہلحدیث کے لیئے جدید تعلیم یافتہ افراد کو قائل و مائل کرنے کے واسطے سے اِک سرمایہ افتخار۔

حضرت علامہ صاحب کو قرآنی علوم و معارف اور رموز و اسرار پر جو عبور اور احادیث مبارکہ کی تفہیم و تبیان پر جو دسترس حاصل ہے۔ وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔ اللہ پاک نے انہیں فصاحت و بلاغت، زورِ کلام و بیان اور ادب و انشاء کا جو اعلیٰ ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور جس خوبصورت قرینے اور سلیقے سے آپ گفتگو فرماتے ہیں دورِ حاضر میں اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت علامہ صاحب مستقل طور پر ایک حلقہ درس بنانے کے متمنی تھے۔ اور یہ تمنا جماعت اہلحدیث کی پُرزور اور تاکیدی فرمائش اور اصرار کے باعث تھی۔ کہ ایک ایسا حلقہ درس ہو۔ جس میں علماء، فضلاء، ادباء، وکلاء، طلباء، دانشور اور جدید تہذیب و علوم سے مغلوب لوگوں کو قرآن پاک اور حدیث مبارک کی عظمت و رفعت، ان کے علوم و معارف سے روشناس کرایا جائے اور ان افراد کے سوالات و اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ نیز عصرِ حاضر کے جدید مسائل کو کتاب و سنت کی روشنی میں حل کر کے جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے لیئے تعلیماتِ اسلام کو سمجھنے سمجھانے کی نئی طرح ڈالی جائے۔

الحمدللہ! ۲۶ اپریل سے یہ عظیم سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اور چند ہی درسوں کے باوجود سامعین کی تعداد قابل رشک حد تک پہنچ چکی ہے۔ ہم اس مبارک موقع پر حضرت علامہ صاحب اور خصوصاً اہلِ جماعت کو مبارکباد دیتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ کو مسلکِ حق و دینِ مبین کے فروغ اور تقویت کا باعث بنائے۔ اور نظریہ کاملہ و صالحہ کو عام فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(رانا شفیق پسروری)